سلسلۂ مطبوعات
۲۹۲

زمانہ کا حقیقی خلا

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

ناشر

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

پوسٹ بکس ۱۱۹ ندوۃ العلماء لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق محفوظ)

باراوّل

۱۴۲۰ھ ——— ۱۹۹۹ء

کتابت ——— حفیظ الرحمن حامد

طباعت ——— کاکوری آفسٹ پریس

صفحات ——— ۲۲

تعداد اشاعت ——— دو ہزار

قیمت ——— چھ روپے

باہتمام

محمد غفران ندوی

مجلس تحقیقات ونشریاتِ اسلام

(ندوۃ العلماء لکھنؤ)

www.abulhasanalinadwi.org

پیش لفظ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نے عربی زبان وادب میں امتیاز پیدا کرنے کا یہ مقصد اختیار کیا تھا کہ وہ اس کے ذریعہ عربوں کو اُن کا بھولا ہوا سبق یاد دلائیں گے، چنانچہ انھوں نے اپنی عملی زندگی کے آغاز ہی سے یہ کام شروع کر دیا۔ اور عرب سربراہوں کو جہاں تک وہ پہنچ سکے دانشوروں کو جن سے مل سکے، اور عرب اجتماعات کو جن میں شریک ہو سکے عربوں کی ذمہ داری کی طرف متوجہ کیا کہ اللہ نے ان کو حکومت اور سربراہی یا قائدانہ ودانش مندانہ صلاحیت کا جو مقام عطا کیا ہے اس کا تقاضہ ہے کہ ان کے رہنمائے اعظم نبی آخرالزماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام اپنے بعد آنے والوں پر چھوڑا تھا، کہ انسانوں کو خدائے واحد کے حکموں کی تابعداری کو چھوڑ کر دنیاوی ہوس ناکیوں اور ظلم وبے راہ روی کی زندگی اختیار کرنے سے روکیں اور اسلام کے دیے ہوئے پیغام کو عام کریں اور انسانوں کو حق وخدا پرستی کی صحیح راہ دکھائیں۔

حضرت مولانا یہ فرماتے تھے کہ دنیا اس وقت پھر اس جاہلیت کی طرف پلٹ گئی ہے جس میں چھٹی صدی عیسوی میں مبتلاء تھی جس میں اللہ کے نبی حضرت محمد مصطفےٰ

www.abulhasanalinadwi.org

صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی اصلاح اور حق کی طرف رہنمائی کے لیے بھیجا گیا تھا، اور انھوں نے انقلاب عظیم پیدا کیا ایسا انقلاب جس نے انسانی ذہنوں کے رُخ بدل دیئے، نفس و دنیاوی راحت کی فکر و طلب سے نکال کر خدائے واحد کی تابعداری میں داخل کیا، اور یہ بتایا کہ دنیاوی راحت و آرام پنجڑے میں بند پرندے کا آرام ہے پرندے کی کھلی فضا کی زندگی کی طرح کی انسانی زندگی وہ زندگی ہے جس میں آخرت کی راحت اور آخرت کی سُرخ روئی مطلوب ہو، خدا کی رضا اور آخرت کی کامیابی دنیاوی عظمت اور مال و زر کی افادیت سے بہت زیادہ قیمت رکھتی ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پیغام کو لینے والے عربوں نے اس پیغام کو بالکل صحیح اور بھرپور طریقہ سے دنیا کو پہنچایا اور ذہنوں کا سانچہ بدل دیا۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے اپنے اس پیغام کی ذمہ داری اپنے بعد آنے والے مسلمانوں پر ڈالی، جن میں سرفہرست عرب تھے، جن کی پہلی اسلامی نسل نے یہ پیغام دنیا کو دیا، آج وہ اپنی اس ذمہ داری سے غافل ہوتے جارہے ہیں اور دنیا اپنی پرانی جہالت کی زندگی کی طرف لوٹ گئی ہے، لہٰذا عربوں کو اٹھ کر اپنی قدیم ذمہ داری کو انجام دینا ہے۔

عربوں کو حضرت مولانا جس طرح خطاب فرماتے رہے ہیں، زیر نظر خطاب اس کی ایک مثال ہے جس کا ترجمہ عمومی فائدے کے لیے رسالہ کی شکل میں کیا گیا ہے، جو عزیزی مولوی سیّد عبداللہ حسنی ندوی استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء کے قلم سے ہے، اور یہ وہ تقریر ہے جو "العین" (عرب امارات) میں بتاریخ ۱۵ر صفر ۱۴۰۴ھ ۱۹ر نومبر ۱۹۸۳ء کی گئی تھی۔ "أزمة هذا العصر العقيقة" کے نام سے

www.abulhasanalinadwi.org

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام نے شائع کیا تھا اور اب مجلس ہی "زمانہ کا حقیقی خلاء" کے عنوان سے شائع کر رہی ہے۔

خاکسار

محمد رابع حسنی ندوی

سکریٹری مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ

۱۳ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ

۲۲ دسمبر ۱۹۹۹ء

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وخاتم النبیین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعھم باحسان ودعا بدعوتھم الیٰ یوم الدین۔

سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کی توفیق پر شکر ادا کرتا ہوں جس نے ایسے منتخب دانشوروں، ممتاز فضلاء، مسلمان عرب نوجوانوں اور جزیرہ کے باشندوں اور ہونہار دوستوں سے ملاقات کا موقع عنایت فرمایا جو ابدی عزّت و شرافت کے وارث و امین ہیں اور جن سے مستقبل میں امیدیں وابستہ ہیں۔

میرے بھائیو! آج کل پڑھے لکھے، دل سوز انسانی مشکلات اور اسلامی مسائل سے دلچسپی رکھنے والوں نے ان مشکلات اور مسائل پر کثرت سے اظہارِ خیال شروع کر دیا ہے، یہی ان کی بحث و مباحثہ کا موضوع بلکہ زمانہ کا فیشن بن گیا ہے ان میں سے بہت سے اقتصادی مسئلہ کو اٹھاتے ہیں، اور اس کو موضوع گفتگو

www.abulhasanalinadwi.org

بناتے ہیں، بعض قیادت کا مسئلہ پیش کرتے ہیں اور اس کو اصل ٹھہراتے ہیں، کچھ سیاسی مسائل پر اظہار خیال کرتے ہیں، بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ مزدوری کا مسئلہ، کارخانوں میں کام کرنے والے ملازمین کا مسئلہ، کاری گروں کا مسئلہ، غرض کہ مسائل کا ایک انبار ہے، لیکن یہ سارے مسائل ذیلی اور طفیلی ہیں یا وہمی اور خیالی، حقیقی مسئلہ پوری انسانی برادری کا عالمی مسئلہ ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو! قوم اور ملت کی سطح پر صالح نمونہ کے وجود کا مسئلہ ہے، میرا روئے سخن افراد کے مسئلہ کی طرف نہیں، افراد تو ہمیشہ سے ہیں، اور ہمیشہ رہیں گے، کوئی زمانہ ان سے خالی نہیں، لیکن تنہا افراد انقلاب نہیں لاسکتے، زمانہ کا رُخ نہیں بدل سکتے، مسئلہ اِس وقت اُس کامل زندہ مثالی نمونہ کا ہے، جو قوموں کی سطح پر وجود میں آئے، آج تمام قومیں اور ملتیں بھیڑ بکریوں کے اس ریوڑ کی طرح ہوگئی ہیں جس کا کوئی چرواہا نہ ہو۔

چھٹی صدی مسیحی انسانی دنیا کی تاریک ترین صدی ہے، جس میں نہ انسانیت نہ زندگی کی رمق تھی، نہ ضمیر کی کسک، نہ دین کا خیال تھا، نہ اخلاقی حس، نہ آسمانی ہی کوئی کتاب محفوظ تھی، نہ محفوظ اور صادق دین کی رہنمائی، پورا عالم ایک لاشۂ بے جان، ایک جسم بے روح کی طرح تھا، نور کی کوئی کرن نہیں، انسانیت کے قلب میں کوئی درد نہیں تھا، غرض کہ لوگ تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس جزیرہ پر جس پر ہم اور آپ مل رہے ہیں جو ہم کو اور سارے مسلمانوں کو دل وجان سے زیادہ عزیز ہے، اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، آپ کی بعثت ایک نبی کی بعثت تھی، لیکن وہ منسلک تھی ایک پوری اُمّت کی بعثت کے ساتھ، اس

www.abulhasanalinadwi.org

کا ادراک بہت سے لوگ نہیں کر سکے، اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت کی ایسی صفات بیان کی ہیں جو کسی مبعوث پر ہی منطبق ہو سکتی ہیں، جو مامور من اللہ ہو۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ	تم بہترین اُمّت ہو لوگوں کے
لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	لیے نکالے گئے ہو، تم بھلائی کا
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ	حکم کرتے ہو اور برائیوں سے روکتے
بِاللّٰهِ۔ (آل عمران ۱۱۰)	ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

ہم نے ایسا مابہ الامتیاز وصف نہیں دیکھا جو دو اُمّتوں اور دو قوموں میں لکیر کھینچ دے، ایسی اُمّت جو مامور من اللہ ہو، جس کو ایک ایسی ذمہ داری سونپی گئی ہو جس سے بڑھ کر کوئی ذمّہ داری نبوّت کے علاوہ نہیں ہو سکتی، حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت بعثتِ مقرونہ تھی، وہ ایک اُمّت کی بعثت سے وابستہ تھی، یہی وہ چیز ہے جو انسانیت کے انجام پر اثر انداز ہوئی، مذاہب کی تاریخ، قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ، اور نظریات و مقاصد کی تاریخ میں یہ ایک نیا تجربہ تھا، ہو سکتا ہے قرآن و حدیث کے ماہرین کو اس تعبیر میں انوکھا پن محسوس ہو، اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس میں جدّت اور حد سے تجاوز سمجھیں، لیکن اس موقع پر اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کلام استشہاد میں پیش کرتا ہوں، آپؐ نے فرمایا، بُعثتم میسّرین ولم تبعثوا معسّرین (تم آسانی پیدا کرنے کے لیے مبعوث ہوئے ہو دشواریاں پیدا کرنے کے لیے نہیں)

آپ نے بعثت کا لفظ اختیار کیا اور اس سے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کیا، یہ ان کے اندر ذمّہ داری کا احساس پیدا کرنے کے لیے تھا، جو بھیجا جاتا ہے اس کی

www.abulhasanalinadwi.org

ذمہ داری ہوتی ہے، جو مامور ہوتا ہے اس کی ذمہ داری ہوتی ہے، اس احساس نے صحابہ کرامؓ اور ان کے پیروکاروں کو ایک مہمیز دیا، ان کا ہر فرد اگرچہ مرتبہ و مقام کے اس درجہ کو نہ پہنچے اور ثقافت و تہذیب کے اس معیار پر نہ اُترے مگر اس کو یہ احساس رہتا تھا کہ وہ بھیجا ہوا ہے، (مبعوث ہے) اس سے خدا کے سامنے سوال ہوگا، کہ تمہاری موجودگی میں اور تمہارے رہتے ہوئے انسانوں اور قوموں کا یہ انجام کیوں ہوا۔

ایران کے سپہ سالار اعظم رستم نے حضرت رُبعیؓ بن عامرؓ سے جب اسلامی فوج جو عربوں پر مشتمل تھی ایران میں آئی، پوچھا تم کو یہاں کیا چیز لائی ہے، کس چیز نے تم کو جزیرۃ العرب سے نکلنے پر مجبور کیا؟ انھوں نے اس کے جواب میں وہ زلزلہ خیز و اثر انگیز اور تاریخی جملہ کہا جس کی نظیر حکومتوں اور سربراہوں کے قاصدوں اور سفراء کی زبان سے ادا کئے ہوئے جملوں میں نہیں ملتی، انھوں نے کہا کہ "ہم کو کوئی چیز لے کر نہیں آئی ہے، ہم اپنے لیے نہیں نکلے ہیں" تاریخ ایک ریکارڈ ہے، خاص طور سے عربی تاریخ، کیونکہ عرب تاریخ میں بڑے امانت دار ثابت ہوئے ہیں، جو تاریخ عربوں نے ریکارڈ کی ہے وہ اپنی باریک بینی اور امانت میں ممتاز ہے، تاریخ نے یہ کلمات نوٹ کرلیے ہیں، یہ شہ پارے محفوظ کرلیے ہیں جو آج بھی میرے کان سُن رہے ہیں۔

اللّٰہُ ابتعثنا — اللہ نے ہم کو بھیجا ہے

میرے بھائیو! ذرا اس اعتماد کو دیکھو جو اس اعرابی کی رگ رگ میں سما گیا تھا، کس بلندی سے وہ بات کر رہا ہے، احساس کمتری کی کوئی قسم اس کے قریب پھٹکی نہیں۔

لہ حضرت رُبعیؓ بن عامر صحابی تھے، اور عرب کے ایک شریف اور ممتاز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ایک جلال ہے، ایک رعب ہے جس کی گونج دلوں میں ہوگی، جس کا ریکارڈ تاریخ میں ہے، اس نے جواب دیا، نہیں! "اللہ نے ہم کو بھیجا ہے" تاکہ ہم نکالیں" عقیدہ توحید کے سرشار، ایمان ویقین کی دولت سے مالا مال اس اعرابی نے نہایت دقیقہ رسی سے کلام کیا، کیونکہ وہ ایک دین کی، عقیدہ توحید کی، آخری آسمانی پیغام کی نمائندگی کر رہا تھا، اس نے کہا کہ ہم خود نہیں آئے ہم کو اللہ نے بھیجا ہے، یہ بات صرف ایک موحد اور ایک صاحب ایمان ہی کہہ سکتا تھا، کہ اگر نکلنا ہی ہوتا تو ہم کب کے نکل چکے ہوتے، مقدر کی بات ہے کہ یہ حکم ہم کو اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ملا، اسی لئے انھوں نے کہا "اللہ نے ہم کو بھیجا ہے" ہر ہر کلمہ نہایت دقیق اور نپا تلا ہے، جیسے کہ سو دفعہ اس پر غور کیا گیا ہو، ماہرین قانون کی دقیق دفعات سے زیادہ عمیق اور دقیق، لیکن یہ سب دفعتاً ہو گیا، ایمان کی زبان سے بول رہا تھا، انھوں نے کہا اللہ نے ہم کو بھیجا ہے، تاکہ ہم بندوں کو بندگی سے نکال کر خدائے واحد کی بندگی میں داخل کریں، اسی جملہ سے انھوں نے صاف اشارہ کر دیا کہ تم نے اللہ کے بندوں کو اپنی بندگی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے جو ایران کے طرز حکومت و معاشرت اور کسریٰ اور قیصر کے طرز عمل سے دنیا کو معلوم تھا، اور اس شاہانہ نشست اور شاہانہ ٹھاٹ باٹ سے بھی ظاہر ہو رہا تھا۔

حضرت ربعی بن عامرؓ نے بات واضح کرتے ہوئے کہہ دیا کہ ہم کو اللہ نے بھیجا ہی ہے کہ لوگوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر ایک اللہ کی بندگی میں داخل کریں، اور دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا کی وسعت میں لائیں، ان جملوں کو سوچ سوچ کر میں عالم حیرت میں کھو جاتا ہوں، اگر وہ کہتے کہ دنیا کی تنگی سے نکال کر آخرت کی وسعت

www.abulhasanalinadwi.org

رُستم سپہ سالار ایران شاہانہ تزک و احتشام اور اپنی شوکت و سطوت کے ساتھ جلوہ آرائے مسند ہے، ایک دیہاتی آکر اپنے معمولی گھوڑے سے اترتا ہے اور اس کے کمخواب اور ریشم و دیبا کے فرش و فروش کو روندتا ہوا آگے بڑھ جاتا ہے، وہاں کی ٹیپ ٹاپ نے اس کو ذرا بھی مرعوب نہیں کیا، جب رستم نے اس سے کہا، تم کو کیا چیز یہاں لائی، اس کے سو جواب ہو سکتے تھے، کم از کم یہ تو ممکن تھا کہ کہتے فقر و فاقہ ہم کو یہاں لایا ہے، یا ذرا آگے بڑھ کر کہتے کہ خوش حالی اور فارغ البالی کی زندگی گزارنے کے شوق میں نکلے جو ایران میں پائی جاتی ہے، یا قبائل کے ظلم و ستم سے مجبور ہو کر یہ اقدام کیا ہے، یہ سب کچھ نہیں بلکہ بڑے اطمینان اور قلبی سکون کے ساتھ انھوں نے کہا ایمان ان کی زبان سے بول رہا تھا، بلکہ امنڈ رہا تھا اور بہہ رہا تھا، کچھ نہیں! ان میں سے کوئی چیز ہم کو لے کر نہیں آئی ہے، صرف اللہ نے ہم کو بھیجا ہے، چھٹی صدی مسیحی کے اسلامی پیغام کے اوّلین حاملین کے اعتماد کا یہی حال تھا۔

رُستم اس بات کی توقع بھی نہیں کر سکتا تھا، میرے بھائیو! میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ رستم کو اس کی ہرگز توقع نہیں تھی، خواب میں بھی اس کو دیکھ نہیں سکتا تھا، ایک دیہاتی جو معمولی لباس پہنے ہوا تھا، جس کو ایرانی نہایت حقارت آمیز نگاہ سے دیکھتے تھے، یہ ایرانی کون تھے، اگر ان میں سے کوئی پٹکا لگاتا اور اس کی قیمت ایک لاکھ سے کم ہوتی تو وہ لنگاہوں میں چجتا نہیں تھا، بلکہ لوگ اس کو حقیر جانتے تھے، اور ٹوپی ایک لاکھ سے کم کی ہوتی تو لوگ اس کو گھٹیا تصوّر کرتے تھے، وہ بڑوں کے ساتھ بیٹھ نہیں سکتا تھا، یہ بدوی جس کا لباس بھی مکمّل نہ تھا، ہو سکتا ہے اس نے کانٹے سے اپنا لباس باندھ رکھا ہو، وہ کہتا ہے "اللہ نے ہم کو بھیجا ہے" یہ کلمہ کیا ہے، اس کا

www.abulhasanalinadwi.org

میں لائیں تو ذرا بھی تعجب کی بات نہ تھی، اگر آخرت کی وسعت کہتے تو بالکل حیرت نہ ہوتی لیکن انھوں نے تو کہا دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا کی وسعت میں لائیں، تم پنجڑے میں زندگی گزار رہے ہو، تمہاری زندگی ان خوبصورت پرندوں کی طرح ہے، جن کو پنجڑے میں قید کر دیا گیا ہو، پنجڑا سونے کا ہو، اس کی تیلیاں سونے کی ہوں، اور جن برتنوں میں ان کو کھانے پینے کو دیا جاتا ہے وہ بھی سونے کے ہوں، لیکن بہرحال پنجڑا پنجڑا ہی ہے۔ تو ہم اس لیے آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ تم کو دنیا کی تنگی سے نکال کر جس کو تم نے اپنی کم علمی، وحی الٰہی سے محرومی، بلند اغراض، پاکیزہ جذبات، اور اس اعلیٰ مقام انسانیت جس سے اللہ نے تم کو عزت بخشی ہے ناآشنائی کی وجہ سے وسعت تصور کر رکھا ہے، اس کی تنگی کو اپنی عبادت، مذاہب سے ناواقفیت، اور انسانیت کی حقیقت ناشناسی سے تم نے وسعت سمجھ رکھا ہے، ہم تم کو اسی تنگ و تاریک زندگی سے نکالنے کے لیے آئے ہیں، تمہارے سینے تنگ ہیں، تمہارے دل تاریک ہیں، تمہاری آنکھیں بند ہیں، تمہاری سانسیں رک چکی ہیں، تم کو آزادی کا شعور نہیں، تم حریت آشنا نہیں، روحانی لذت سے واقف نہیں، اور انسانی رفعت، روحانی پرواز، آسمانی بلندی سے آگاہ نہیں، اسی تنگی سے تم کو چھٹکارا دلانے کے لیے جس میں تم صدیوں سے گرفتار ہو ہم آئے ہیں اس دنیا کی وسعتوں میں تم کو لانے کے لیے، انھوں نے اس انداز سے یہ بات کہی جیسے کہ ان کو پورا یقین تھا کہ وہ اور ان کے تمام ساتھی جو ان کے ہمراہ آئے ہیں فراخی اور کشادگی و وسعت کی زندگی گزار رہے ہیں۔

بھائیو! وہ وسعت والی زندگی کیا تھی جس پر ان کو ناز تھا، کیا وہ عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے تھے، وہ تو سخت تنگ دستی اور اقتصادی بدحالی کا شکار تھے، نہ غذائی سامان کی فراوانی، نہ مکانات و رہائش کی آسانی تھی، خیموں کی زندگی تھی اور

www.abulhasanalinadwi.org

صحرا نوردی، لیکن ہاں! ان کے دل ایمان کی دولت سے مالا مال اور یقین کی لذّت سے سرشار تھے، اسی لیے ان کی زبان کھلی تو بہ لازوال الفاظ اور جملے نکلے۔

اللہ نے ہم کو بھیجا ہے تاکہ جس کو وہ چاہے بندوں کی بندگی سے نکال کر صرف ایک اللہ کی بندگی میں داخل کریں، اور دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا کی وسعت میں پہنچائیں، اور مذاہب و ادیان کے ظلم وستم سے نجات دلا کر اسلام کے عدل وانصاف کے سایہ میں لائیں۔

اُمّت کا بھیجا جانا جو اپنے ایمان میں نرالی، اپنے اعتماد میں مثالی، اپنی سیرت و کردار میں بے نظیر، انسانیت پر رحم و کرم کرنے میں انوکھی، اپنی سادگی و پرکاری میں ضرب المثل، اور انسانی ہمدردی و غم خواری اور جن تکلیف دہ حالات سے انسانیت دوچار ہے اس پر بے قراری و بے چینی میں اپنی مثال آپ ہے، ایک نیا تجربہ تھا، یہ بھیجا جانا (بعثت) اجتماعی بعثت تھی، قومی بعثت تھی، اس لیے پورا عرب اس لڑی میں پرو گیا، اور وہ سب کے سب پیغام آسمانی کے حامل، رہنما و رہبر اور منارہ نور بن گئے، اسی نے تاریخ کو نیا رُخ دیا، کیونکہ چھٹی اور ساتویں صدی مسیحی اس سے کہیں آگے جا چکی تھیں کہ چند صالح افراد اس میں اثر انداز ہو سکیں، قرآن کی شہادت موجود ہے، کہ وہ یہود جو قرآن کے نزدیک اور قرآن کے نازل کرنے والے کی نظر میں مبغوض ترین قوم تھے، ان میں نیک اور صالح افراد پائے جاتے تھے، قرآن فرما رہا ہے:-

لَيْسُوْا سَوَآءً ۭ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ	سب یکساں نہیں (انھیں) اہل
اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ	کتاب میں ایک جماعت قائم
اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَھُمْ	ہے یہ لوگ اللہ کی آیتوں کو اوقات

www.abulhasanalinadwi.org

يَسْجُدُونَ ۝ يُؤْمِنُونَ	شب میں پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَأْمُرُونَ	ہیں، یہ اللہ اور قیامت کے دن
بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ	پر ایمان رکھتے ہیں، اور بھلائی کا
عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ	حکم دیتے ہیں، اور بدی سے روکتے
فِي الْخَيْرَاتِ ۖ وَأُولٰٓئِكَ	ہیں، اور اچھی باتوں کی طرف دوڑتے
مِنَ الصّٰلِحِينَ ۝	ہیں، یہی لوگ نیکوکاروں میں
(آل عمران - ۱۱۳-۱۱۴)	سے ہیں۔

قرآن گواہی دے رہا ہے کہ یہودی معاشرہ نیک اور صالح افراد سے خالی نہ تھا، لیکن انسانی سوسائٹی پر ان کا کوئی اثر نہیں تھا، اور نہ انسانیت کے انجام پر وہ اثر انداز تھے، اس لیے کہ وہ گنے چنے افراد تھے، ایک پوری قوم کی جو عقیدہ کی پختگی، ایمان ویقین کی حلاوت، اخلاق وکردار کی بلندی، ایثار وقربانی کے جذبہ، شہ سواری وسپہ گری کے حوصلے اور سنجیدگی ومتانت کے اس معیار پر ہو تب ہی وہ ایسا عظیم اور غیر معمولی انقلاب برپا کر سکتی ہے، جس کا انسانی تاریخ نے مشاہدہ کیا۔

میرے بھائیو! یہی وہ راز ہے، درحقیقت جو اصل دشواری ہے جو سب سے بڑا خلا ہے وہ کسی ایسی قوم کا موجود نہ ہونا ہے جو تمام قوموں کے لیے مثالی ہو، قومیں افراد کو خاطر میں نہیں لاتیں، یہ ایک حقیقت ہے اور خاص طور سے موجودہ دور کی جن کے ہاتھ میں زمام قیادت ہے، وہ چند افراد کے صلاح وتقویٰ کو نہیں دیکھتیں، کیونکہ چند افراد تو ہر قوم میں پائے جاتے ہیں، عربوں میں بھی ہیں، مسلمانوں میں بھی ہیں، لیکن یہ قومیں افراد کو نہیں دیکھتیں، ان کی نظریں منتظر ہیں ایسی قوموں کی یا ایسی قوم کی جو انسانیت

www.abulhasanalinadwi.org

کی قیادت کی صلاحیت رکھتی ہو، جو دوسری قوموں سے عقیدہ کی صلابت میں، ایثار وقربانی کے جذبہ میں، سادگی اور مجاہدہ میں، خواہشات نفس سے بلند ہوکر اور انانیت سے بالاتر ہوکر زندگی گزارنے میں ممتاز نظر آئے، اور اس کو اس چیز میں کوئی کشش اور جاذبیت محسوس نہ ہو، جس میں دوسری قوموں کو محسوس ہوتی ہے، چاہے وہ قومیں سیادت وقیادت، تہذیب وثقافت، علوم وفنون اور فلسفہ وحکمت کے بام عروج پر کیوں نہ پہنچ جائیں، تمام یورپی قومیں بلکہ پوری انسانی دنیا ذرا بھی ماننے کو تیار نہیں اور سر اٹھا کر کسی ایسی قوم کو دیکھنے کے لیے تیار نہیں، جو ان قوموں کے مقابلہ میں شان امتیازی نہیں رکھتی، کیونکہ ان کے مقابلہ میں ان کو دنیا کم ملی ہے، اگر یہ بھی اس دنیا کے پیچھے لگے اور انھیں خواہشات کے چکر میں پڑ گئے، اور اسی طرح عیش کوشی اور لذت پسندی کا شکار ہو گئے، جس کی یورپ میں پوجا ہو رہی ہے، تو میرے بھائیو آپ یقین کیجئے کہ ہمارے مسلمان بھائی ان سے کئی گنا بڑھ جائیں۔

ان تمام وسائل عیش وعشرت میں مال ودولت کی فراوانی میں، وسیع وعریض حکومتوں میں اور علوم وفنون کی ترقی میں تو معاصر دنیا مسلمانوں کو اور عربوں کو خاطر میں لانے والی نہیں ہے، اس لیے کہ وہ سمجھ رہے ہیں، بلکہ ان کو ناز وغرور ہے، کہ وہ دنیا کے پیشوا ہیں، تہذیب وتمدن کے امام ہیں، تمام قومیں ان کے دسترخوان کی زلہ ربا اور ان کی خوشہ چین ہیں، کوئی بڑے سے بڑا آدمی امریکا یا یورپ کے متمدن سے متمدن شہر میں چلا جائے، دولت کے انبار لگائے، اونچی اونچی بلڈنگیں اٹھائے ایک خیالی دنیا بسالے، اور ایسی داد عیش دے کہ داستان الف لیلیٰ کی یاد تازہ ہو جائے، تو بھی کوئی یورپین نہ سر اٹھا کر دیکھنے کو اور نہ کسی طرح کا احترام دینے کو

www.abulhasanalinadwi.org

تیار ہوگا اور نہ جبیں سائی کے لیے آمادہ ہوگا۔

اس کے برخلاف اگر وہ کسی ایسے شخص کو پالے جو اگرچہ فقیر ہی کیوں نہ ہو، لیکن ان تمام خواہشات سے بلند و بالا ہو جن کی یوربین اقوام پرستش میں مبتلا ہیں، وہ دیکھیں کہ یہ چمک دمک اس کی آنکھوں کو خیرہ نہیں کرتی، یہ صنعت و حرفت کا رعب اور اس کی رعنائی اس کو مرعوب نہیں کرتی، یہ تہذیب و تمدن کی ٹیپ ٹاپ اس کو لبھا نہیں سکتی، بلکہ وہ اس بحر متلاطم میں کوہ گراں کی طرح ثابت قدم ہے، وہ سمندر کی تاریکیوں میں مینارۂ نور ہے، اس تہذیب کی اس کو ذرہ برابر پرواہ نہیں، بلکہ وہ اس کا مذاق اڑاتا ہے، اور چوسی ہوئی گٹھلی کی طرح اس کو حقیر سمجھ کر پھینک دیتا ہے، اور صاف صاف کہدیتا ہے، وہ ایک قاصد اور حامل پیغام ہے، وہ انسانیت کا نجات دہندہ ہے، سارا عالم جل رہا ہے، وہ آگ بجھانے والا، اور ان کا مددگار ہے، ساری دنیا امراض کا شکار ہے، وہ طبی کیمپ لے کر آیا ہے، یہی وہ اعتماد اور یقین ہے جو ایک یوربین، ایک ہندو، ایک چینی، ایک جاپانی کو مجبور کر دے گی، کہ سَو دفعہ غور کریں کہ اسلام میں ایسی نسل اور ایسی قوم پیدا کرنے کی پوری قدرت اور صلاحیت ہے۔

جہاں تک مال و دولت کا تعلق ہے اس سے موازنہ ہوتا، حساب لگایا جاتا ہے، کل کلیٹ کیا جاتا ہے، کوئی ملینیر ہے تو کوئی نہیں، ایک لکھ پتی ہے تو دوسرا نہیں، اور کوئی اس سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے۔ یہ چیز کسی انسان کو اس دنیا میں اس شخص کے احترام اور عزت پر آمادہ نہیں کر سکتی جس کے پاس عیش و عشرت کے سارے وسائل موجود ہوں۔

جس خلا کو ساتویں صدی مسیحی میں اُمت اسلامیہ نے پُر کیا تھا، وہ عالمی

www.abulhasanalinadwi.org

قیادت کا خلا تھا، جس کو پوری صلاحیت اور قدرت کے ساتھ اس نے پُر کیا، یہ پوری اُمّت کی بعثت کا کرشمہ ہے، جس کا ایک ایک فرد منارۂ نور، حاملِ ایمان و یقین تھا، جس نے ظلمتوں میں اپنی راہ پیدا کی۔

حضرت عقبہ بن نافعؓ نے فرمایا تھا کہ یہ سمندر حائل نہ ہوا ہوتا تو میرا قافلہ برابر چلتا چلا جاتا، یہاں تک کہ آخری کنارہ تک اسلام کا پیغام پہنچا دیتا، اسی طرح وہ اعتماد و یقین کی دولت سے مالا مال تھے، مسلمانوں کا ایمان تھا کہ ان کو بھیجا گیا ہے، وہ اللہ کی طرف سے مامور ہیں، ان میں سے ہر فرد ذمہ داری کا پورا احساس رکھتا تھا، وہ یہ سمجھتا تھا کہ اس کے حوالہ ایک قیمتی امانت کی گئی ہے، انسانی انجام کی امانت، انسانی نصیب کی امانت، انسانی تمدّن کے مستقبل کی امانت، جس کے بارے میں اس سے سوال کیا جائے گا، اسی نے اسلامی عربی اُمّت کا مقام متعین کیا، اس کا کام اور میدان متعین کیا، اور دین و ملّت کی اقتصادی و سیاسی معرکہ آرائی میں اس کے قائدانہ کردار کی نشان دہی کی۔

غرض کہ اس وقت ہم کو ایک اجتماعی صالح نمونہ پیش کرنے کی قوموں اور ملّتوں کی سطح پر ضرورت ہے۔

آج زمانہ لہو و لعب اور ذلّت و رسوائی سے عبارت ہے اور اسی طرح کی خبریں شائع ہوتی ہیں، رسوا کن یا پھر پریشان کن، اگر آپ ایسی خبریں تلاش کرنے لگیں جو رسوائیوں اور پریشانیوں سے تعلّق نہ رکھتی ہوں تو آپ تھک ہار کر بیٹھ جائیں گے، یہ بات اس لیے پیش آئی کہ ہم مقصدیت سے رشتہ توڑ کر لہو و لعب کا شکار ہو گئے رسوائی قبول کر لی، ایمان صحیح اور اعتماد و یقین سے بیگانہ ہو گئے، وہ اعتماد جس سے

www.abulhasanalinadwi.org

ہر مسلمان کو لیس ہونا چاہیئے، کیونکہ جس مدد کی موجودہ دنیا کو سخت ضرورت ہے اور دنیا جس کی بار بار دہائی دے رہی ہے، اُمّت اسلام کو پکار پکار مدد کے لیے بلا رہی ہے، وہ یہی ایمان و یقین ہے۔

پورا یورپ اس کتے کی طرح ہو چکا ہے جو ہانپتا رہتا ہے، مارو اور دوڑاؤ تو بھی ہانپے اور چھوڑ دو تو بھی ہانپے، اور یورپین تمدّن اس جگالی کرنے والے اونٹ کی طرح ہے جو برابر جگالی میں لگا رہتا ہے۔ یورپین تمدّن اپنی افادیت کھو چکا ہے، اس کے پاس کوئی نئی اور مفید چیز باقی نہیں رہ گئی ہے، یورپ کے دانشور ستر ہویں، اٹھارہویں، انیسویں صدیوں میں جدّت پیدا کرنے سے ہار چکے ہیں، وہ ایک ہی چیز دہرائے چلے جا رہے ہیں، لے دے کے ان کے دو کام رہ گئے ہیں، غلام بنانا بے جا دباؤ ڈالنا، رسوا کرنا، مسائل کھڑے کرنا، وہ بامقصد اور مفید کام کی صلاحیت کھو چکے ہیں، وہ دیوالیہ ہو چکے ہیں، نہ ان کے یہاں جدّت ہے نہ نافعیت، ایمان میں تو پہلے سے دیوالیہ تھے، انسانیت کی چارہ سازی انسانی ترقی اور تہذیب و تمدّن کے ارتقاء میں بھی وہ دیوالیہ ہو چکے، ایسا دیوالیہ پن جس کی کوئی نظیر نہیں، اس وقت صرف ایک خلا ہے، ہیں کسی دوسرے خلا کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں، عالمی تمدّن اور انسانی انجام کار کے نقشہ میں صرف ایک خلا ہے، وہ ایک ایسی اُمّت کا خلا ہے جو حامل پیغام ہو، سیرت و کردار کی آئینہ دار ہو، اخلاق و عادات کی بلندیوں پر فائز، ایمان و یقین سے سرشار ہو، سنجیدہ ہو اور عزم و حوصلہ والی ہو، ایثار و قربانی کا جذبہ رکھتی ہو، روحانی بالیدگی سے ہمکنار اور سپہ گری سے متصف ہو۔

انسانی دنیا کے نقشہ میں یہی تنہا ایک خلا ہے جس کو ایک مسلمان ہی پُر کر سکتا ہے، جس کو ایک مسلمان قوم ہی پُر کر سکتی ہے کیونکہ وہ ساتویں صدی عیسوی سے اخیر

www.abulhasanalinadwi.org

تک قیادت کے فرائض انجام دیتی رہی ہے، اگر آج بھی اپنی قیمت جان لے اس کو اپنے پیغام کی عظمت وجلال کا احساس ہوجائے اور اپنے قوت کے سرچشموں سے اس کو آگاہی حاصل ہوجائے تو انسانیت کی قیادت ورہنمائی کا فریضہ انجام دیتی رہے گی، لیکن ہم خود لہو ولعب کا شکار، اور غفلت شعار ہو چکے ہیں، میں معافی چاہتے ہوئے یہ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں (اگرچہ میری پیدائش اور میرا نشوونما ہندوستان میں ہوا) لیکن میری رگوں میں عربی خون خود دوڑ رہا ہے، میں اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں میرا نسب نامہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے، اگر آپ سے کچھ کہا سنا تو ایک بھائی کے ناطہ سے جو آپ کا دینی بھائی بھی ہے اور نسبی بھائی بھی، جس سے ادب کا، زبان کا، اور احساسات کا رشتہ قائم ہے، تو میرے بھائیو! آپ مجھ پر ناراض نہ ہوں۔

یہ اسلامی عربی اُمّت کب اپنے پیروں پر کھڑی ہوگی، اور کب ازسرنو پیغام انسانی کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوگی، زمانہ پلٹ کر پھر وہیں جا پہنچا، جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کام کی ابتدا کی تھی، آج پھر جاہلیت کا دور دورہ ہے، ایک عالمی جاہلیت، ایک یوروپی جاہلیت، امریکی، روسی جاہلیت، لیکن جاہلیت جاہلیت ہے، صرف ایک روشنی ہے وہ اسلام کا نور ہے، وہ نور آج بھی قرآن مجید کے واسطہ سے عربوں کے پاس قرآن کے صفحات میں اور سیرت کی کتابوں میں موجود ہے، ہم ہندوستان والے، برصغیر کے رہنے والے، جزیرۃ العرب کی طرف نگاہیں اٹھا اٹھا کر دیکھتے ہیں، ایک قائد اُمّت کی حیثیت سے ایک حامل پیغام اُمّت کی حیثیت سے، بڑے افسوس اور شرمندگی کی بات ہے کہ ہم کو ایک تجربہ ہوا جو نہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہمارے حسب حال تھا، اور نہ آپ کے شایانِ شان، ہمارے بہت سے بھائی آپ کے دریوزہ گر ہیں، آپ کے خوان نعمت کے خوشہ چیں ہیں، لیکن حقیقی خوشہ چیں اور دریوزہ گری قرآن وایمان کے دستر خوان اور اس کی نعمت ہائے لازوال کی ہے۔

ہم اپنے ہندوستانی اور پاکستانی بھائیوں سے کہتے رہتے ہیں، کہ ہم جو دولت اپنے عرب بھائیوں سے پٹرول کی شکل میں حاصل کر رہے ہیں، یہ اصل دولت نہیں ہے، بلکہ اصل وہ نور ہے جو مکہ مدینہ میں چمکا، وہی عربوں کی اصل دولت ہے اس میں ہمارا حصہ ہونا چاہیئے، میں اپنے نوجوانوں سے بہت پر اُمید ہوں کہ وہ اپنے کو اس بلند منصب کے لیے تیار کریں گے، قیادت ورہنمائی کے منصب کے لیے اور ان تہذیب یافتہ لوگوں کے لیے ایسا ایمانی وقابل تقلید نمونہ پیش کریں گے جو تہذیب وتمدّن اور ترقی پسندی وپیش قدمی کے دعویدار ہیں۔

امریکہ اور یورپ کے دورہ میں یونیورسٹیوں کے بڑے اساتذہ سے یہ سُن کر بہت افسوس ہوا کہ ہم نے اپنے عرب اور مسلمان نوجوانوں میں شانِ امتیازی نہیں دیکھی، دوسروں کے رنگ میں رنگے ہوئے اور انھیں کے سانچہ میں ڈھلے ہوئے نظر آئے، ہم جزیرۃ العرب میں رہیں تو نمونہ بن کر رہیں، اور جب امریکہ اور جاپان جائیں یا کسی بھی ملک میں جائیں تو وہاں بھی قابل تقلید نمونہ بن کر رہیں، مسلمان تو ایک نور ہے اور نور چھپ نہیں سکتا۔

یہ ایک امانت ہے جو میں آپ سے کہنا چاہتا تھا، میرے دوستوں اور بھائیوں کی طرف سے یہ پیغام نہیں ہے بلکہ یہ انسانیت کا پیغام ہے، اگرچہ میں بہت چھوٹا ہوں لیکن میں انسانیت کا نمائندہ ہوں۔

www.abulhasanalinadwi.org

میرے کان، دلوں کی دھڑکنیں، ضمیر انسانی کی آواز، اندرون کی سرگوشیاں سُن رہے ہیں، میں یہاں کہہ رہا ہوں، لیکن دنیا کے آخری حصّہ میں امریکہ اور یورپ والوں کے جذبات وخیالات میرے کان سے ٹکرا رہے ہیں، آپ بھی ان کو سُن کر محسوس کر سکتے ہیں، اگر زندہ ٹرانسمیٹر سے رابطہ قائم کریں۔

میں اپنی بات اپنے نوجوانوں سے کہتا ہوں کہ اپنے آپ کو تیار کرو اپنی بیٹری ایمانیات سے چارج کرو، سنجیدگی ومتانت، پختگی اور حوصلہ مندی کا اپنے کو عادی بناؤ، شہ سواری اور اولوالعزمی اپنے اندر پیدا کرو، خواہشات نفس اور انانیت سے بالاتر ہو کر کام کرو، نہ مال کے غلام بنو، نہ جاہ کے، نہ مادہ پرستی میں مبتلا ہو، تم خالص اللہ کی بندگی میں داخل ہو کر اس کے بندے بن کر رہو، تاکہ یہ کہہ سکو ــــــ "اللہ نے ہم کو بھیجا ہے کہ جس کو وہ چاہے اس کو بندوں کی بندگی سے نکال کر صرف ایک اللہ کی بندگی میں داخل کریں، اور دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا کی وسعت میں داخل کریں، اور مذاہب وادیان کی زیادتیوں سے نجات دلا کر اسلام کے انصاف میں داخل کریں"

پورا عالم ہمہ تن گوش ہے کہ اُس کے کان میں یہ صدا پھر گونجے، یہ محبت آمیز کلمے وہ سُنے جس نے تاریخ کو دو حصّوں میں تقسیم کر دیا اور انسانیت کو اور قوموں کو دو خانوں میں بانٹ دیا، ایک خوش بخت اور نصیب آور۔ دوسرا بدبخت اور شقی، ایک نجات پانے والی دوسری ہلاک وبرباد ہونے والی۔

میں اس پر اکتفا کرتا ہوں، اور اس قیمتی موقع کی فراہمی پر دوبارہ

www.abulhasanalinadwi.org

شکریہ ادا کرتا ہوں، کہ اپنے نوجوانوں سے ملاقات کا اور ان سے صاف صاف کھل کر سچائی اور اخلاق کے ساتھ بات کرنے کا موقع ملا۔

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org